ضبط و ترتیب :- ع عبد القیوم حقانی

فضیلتِ علم، تحصیلِ علم کے مقاصد اور طلبہ کی ذمّہ داریاں

شیخ الحدیث مولانا عبد الحق اور جناب مدیر الحق کا دار العلوم میں تقریب انعامات سے خطاب

> سہ ماہی امتحانات میں اچھے نمبروں پر کامیاب ہونے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی اور تعلیمی ماحول میں تحصیل اور مسابقت فی العلم کی ترغیب اور تشویق کی ضرورت و اہمیت کے پیش نظر حسب معمول اس سال بھی جامع مسجد دار العلوم میں تقریب انعامات منعقد ہوئی جس میں دار العلوم کے مشائخ و اساتذہ، تمام درجوں کے طلبہ اور ان کے والدین نے شرکت کی۔ اعلیٰ نمبروں پر کامیاب ہونیوالے طلبہ میں حضرت شیخ الحدیث مد ظلہ نے اپنے ہاتھوں سے انعامات تقسیم فرمائے۔ اس موقعہ پر اساتذہ اور طلبہ کے اصرار پر جناب مدیر الحق مولانا سمیع الحق نے بھی مختصر خطاب فرمایا۔ آخر میں حضرت شیخ الحدیث مد ظلہ نے دعا فرمائی۔ اور اس ضمن میں پند و نصیحت کے مختصر اور مفید کلمات بھی ارشاد فرمائے۔ ذیل میں افادۂ عام کے پیش نظر دونوں خطابات اور مختلف درجات میں اول، دوم اور سوم آنے والے طلبہ کے ناموں کی فہرست نذر قارئین ہے (ع ق ح)

خطبۂ مسنونہ کے بعد جناب مولانا سمیع الحق مد ظلہ نے ارشاد فرمایا:-

حضرات اساتذۂ کرام اور عزیز طلبہ! امتحانات کے نتائج اور انعامات کی تقسیم کی صورت میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ جن طلبہ نے تحصیلِ علم میں محنت کی اور مطالعہ کیا اور اپنا سبق یاد کیا تو اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں عزت مرحمت فرماتے ہیں جیسے کہ آج اس کا نقشہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اپنے اکابر و اساتذہ اور مشائخ کے مبارک ہاتھوں سے اپنے انعام حاصل کریں گے اور ان کی دعائیں بھی حاصل کریں گے۔ طالب علم کے لئے سب سے بڑا انعام کتاب ہی ہو سکتی ہے۔ اگر لاکھوں اور ہزاروں روپیہ دے دیا جائے تب بھی وہ کتاب کا بدل نہیں بن سکتا۔ کتابیں اور پھر وہ اپنے اساتذہ اور مشائخ کے ہاتھ سے بطور انعام

حاصل ہوں، یہ فخر اور عزت کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی محنت کی قدر کرتے ہیں۔

وان اللہ لا یُضیع اجر المؤمنین (آل عمران)	اور اللہ پاک ضائع نہیں کرتا مزدوری ایمان والوں کی۔
وان لیس للانسان الا ما سعیٰ ہ و	اور یہ کہ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے کمایا اور
ان سعیہ سوف یریٰ ہ ثم یجزیٰہُ	یہ کہ اس کی کمائی اس کو دکھائی ضرور ہے پھر
الجزاء الاوفیٰ ہ (النجم)	اس کو بدلہ ملنا ہے اس کا پورا بدلہ

یہ سعی ضائع نہیں جائے گی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں ان کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اصل بدلہ تو اللہ پاک آپ کو آخرت میں دیں گے۔ دنیا میں بھی بدلہ ہے۔ کہ اللہ پاک اسے عالم بنا دیتے ہیں، مجاہد بنا دیتے ہیں۔ مبلغ اور فقیہہ اور مدرس بنا دیتے ہیں۔ اب آپ حضرات میں جن طلبہ کو انعام دیا جائے گا اللہ پاک ان کے لئے یہ مبارک بنائے اور مزید علمی و دینی ترقیات کا سبب ہو۔

اس میں دوسرے طلبہ بھائیوں کے لئے بھی ترغیب ہے کہ اگر وہ بھی محنت کریں اور کوشش کریں تو ان کو بھی اللہ تعالیٰ یہ درجہ دے دیں گے۔ وقت، ایک عظیم نعمت ہے۔ وقت کی قدر، سب کو کرنی چاہئے۔ مگر طالب علم کے لئے تو وقت ہر چیز سے بڑھ کر قیمتی ہے۔ یہاں پر تمہیں، اپنے بزرگوں نے، والدین نے اور سرپرستوں نے بہت بڑی قربانی کرکے تمہیں سبق کے لئے بھیج دیا ہے۔ فارغ کر دیا ہے اپنے کسب سے، کاروبار اور محنت و مزدوری سے تمہیں فارغ کر دیا۔ نوکری اور ملازمت اور گھر کی خدمت کا بوجھ تمہارے کاندھوں پر نہیں ڈالا۔ بڑی تکالیف اور مشقت و محنت سے کام کرتے ہیں اور تمہیں خرچہ مہیا کرتے ہیں تمہیں فارغ کرکے صرف اور صرف تحصیل علم کے لئے فارغ کرکے یہاں بٹھا دیا ہے۔ یہ والدین کا بہت بڑا احسان ہے اور اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے کہ تمہیں علم کے لئے اور علم کے حاصل کرنے کی راہ پر لگا دیا ہے۔

تمہاری طرح کے نوجوان ہیں کہ ان کا سارا دن سڑکوں پہ پتھر کوٹتے گزرتا ہے بعضوں کو کھیتوں میں ہل جوتتے گزرتا ہے۔ لیکن اللہ پاک نے کروڑوں لوگوں میں تمہیں اپنے دین کے لئے منتخب کیا۔ فارغ کر دیا اور اسباب اور وسائل پیدا کر دئے کہ جاؤ! تم سبق پڑھو، والدین تمہاری خدمت کریں گے۔ دارالعلوم تمہاری خدمت کرے گا مگر تم وقت کی قدر کرو اور ہمہ تن سبق پر توجہ دو۔ وقت بہت بڑی قیمتی چیز ہے کہ اس کی پھر تلافی نہیں ہو سکتی۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ کے حقوق کی تلافی ہو سکتی ہے مگر اوقات کے حقوق کی تلافی نہیں ہو سکتی۔

ایک حقوق اللہ فی الاوقات ہیں اور دوسرے حقوق الاوقات ہیں۔

بعض اوقات میں اللہ نے حقوق مقرر کئے ہیں کہ یہ وقت فلاں نماز کا ہے اس وقت میں یہ عبادت کرنی ہے یہ اللہ کے حقوق ہیں اوقات کے اندر۔ جو وقت سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتے۔ ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا وقت،

عبادات، روزہ، حج وغیرہ موقوف ہیں اوقات سے تعلق رکھتے ہیں اگر اللہ کے حقوق کسی مجبوری سے ادا نہ ہوئے عذر کی وجہ سے، بیماری کی وجہ سے اللہ کا حق ادا نہ ہوا، لیکن پھر بھی اس کی قضا ممکن ہے حقوق اللہ فی الاوقات کی تلافی دوسرے اوقات میں کی جا سکتی ہے۔ لیکن وقت کا حق، حقوق الاوقات اگر ایک مرتبہ ضائع ہوگئے تو پھر اس کی تلافی نہیں کی جا سکتی۔ جو وقت بغیر مطالعہ کے اور بغیر سبق پڑھے گذر جائے تو وقت کا حق ضائع ہوگیا۔ مثلاً آج جمعرات ہے اس روز کے سبق میں شرکت نہیں کی تو قیامت تک اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ کہ اس آج کے جمعرات نے دوبارہ نہیں آنا تو ایسی چیز جس کے فوت ہونے سے اس کی تلافی ناممکن ہو تو وہ یقیناً بہت قیمتی اور ہر لحاظ سے قابل قدر ہے حقوق الاوقات دوبارہ نہیں ادا کئے جا سکتے۔

اللہ تعالیٰ کی نعمت اور بہت بڑی نعمت وقت ہے زندگی کے اوقات ہیں جس نے اسے ضائع کر دیا تو اسے خدا تعالیٰ اس سے بھی بہت بڑی دیں گے۔ خدا تعالیٰ کی نعمت کے شکریہ کا معنی یہ ہے کہ اس نعمت کو صحیح مصرف میں استعمال کیا جائے۔ جو نعمت بھی اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اس کو صحیح مصرف میں استعمال کیا جائے۔ اس نعمت کو صداقت میں، اطاعت میں قرآن و حدیث میں اور تحصیل و خدمت علم میں صرف کر دے۔ کانوں کو قرآن کے سننے میں، آنکھوں کو جائز مناظر میں، اسی طرح ہاتھ پاؤں کو اپنے اپنے مصرفوں میں استعمال کریں۔ نعمت کا شکریہ صرف زبان سے ضروری نہیں۔ اور اگر زبان سے شکریہ نہ بھی ادا کیا جائے تاہم کوئی مواخذہ نہیں، اصل شکران نعمت یہ ہے کہ نعمت کو اس کے مصرف میں استعمال کیا جائے۔ مثلاً یہ لاؤڈ سپیکر ہے جسے یہاں مسجد میں لگایا گیا ہے۔ اس کا مصرف یہ ہے کہ اس کی آواز اونچی ہو تا کہ سب تک پہنچے۔ یہ مقصد ہے کہ اس پہ تقریر ہو۔ یہ مکبر الصوت ہے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا یہ گویا اس کو اپنے مصرف میں استعمال کر لیا گیا۔ اور اگر کوئی صاحب لاؤڈ سپیکر کا ڈنڈا اٹھا کر اس سے مسجد کی نالیاں صاف کرنا شروع کر دے تو یہ نعمت کی بے قدری ہے ناشکری ہے کفران نعمت ہے۔

اسی طرح طلبہ کے لئے وقت کا صحیح مصرف یہی ہے کہ وہ تحصیل علم، مطالعہ اور سیکھنے میں وقت کو صرف کر دے جب والدین نے سبق کے لئے بھیجا ہے۔ تو پھر ایسے اوقات میں والدین کی خدمت بھی اس کا صحیح مصرف نہیں۔ جلسوں میں، جلوسوں میں، بازاروں میں، ایسی آزادی کی سوسائٹیوں میں اگر وقت صرف کروگے تو یہ کفران نعمت ہوگا۔ اگر وقت کی صحیح قدر کرلی تو خدا تعالیٰ دنیا میں بھی عزت دے گا اور آخرت میں بھی، اور اگر یہ وقت ضائع کر دیا تو پھر اس کے پیچھے ساری عمر ہاتھ ملتے رہوگے پھر کچھ نہ بنے گا۔

الوقت سیف اما تقطعہ او یقطعک — وقت ایک تلوار ہے اگر تو نے اسے توڑ نہ دیا تو وہ تجھے توڑ دے گی۔

گویا وقت دشمن کی تلوار ہے جو تجھ پر حملہ آور ہے اگر تم نے اسے کاٹ نہ ڈالا یعنی اپنے صحیح مصرف میں استعمال نہ کیا

تم نے اپنے عمل اور وقت کو اپنے مصرف میں صحیح استعمال کی تلوار سے، وقت کی تلوار کی کاٹ کا جواب نہ دیا۔ غفلت کی تو وقت کی تلوار تمہیں کاٹ ڈالے گی اور تباہ و برباد ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ قیامت کے روز بھی دریافت فرمائیں گے۔ حدیث میں جن پانچ چیزوں کے بارے میں دریافت کیے جانے کا ذکر آیا ہے لا تزل قدما ابن ادم حتی یسئل عن خمس ۔

ان پانچ سوالوں میں سب سے پہلا سوال یہ ہو گا کہ:۔

عن عمرہ فی ما افناہ کہ تم نے عمر اور زندگی کہاں صرف کی اور خاص کر وہ حصہ جس پر پورے مستقبل کی زندگی کا مدار ہے، وہ شباب ہے۔ جس کو پہلا سوال بھی شامل ہے۔ عمر عام ہے جس میں جوانی بڑھاپا سب آجاتا ہے مگر پھر بھی اس کی اہمیت اور واقعی بڑی نعمت ہونے کے پیش نظر خصوصیت سے ذکر کیا گیا کہ

وعن شبابہ فیما ابلاہ کہ تم نے جوانی کو کس چیز میں بڑھاپے تک پہنچایا۔

ابلاہ عجیب لفظ ہے۔ لباس ہوں، جوتے ہوں جو چیز بھی پہن لیں، استعمال کر لیں تب نئی نہ رہیں گے۔ وہ پرانی ہوں گی۔ مگر جوانی کو استعمال کرو یا نہ کرو، یہ بڑھاپے کو پہنچے گی۔ یہ خاص وقت ہے جوانی کا۔ پھر طالب علم کا شباب وہ تو بہت بڑھ کر قیمتی ہے۔ جوان اگر زمین کو آباد کر سکتا ہے مگر کام نہیں کرتا تو زمین ضائع ہو جاتی ہے گی۔ مالدار ہے مال پر توجہ نہیں دیتا، مال ضائع ہو جائے گا۔ صدر یا وزیراعظم کا بیٹا ہے اگر وہ اپنے باپ کی طرح جد و جہد نہیں کرے گا تو وہ منصب اس سے ضائع ہو جائے گا۔ لیکن اگر طالب علم نے اپنا وقت ضائع کر دیا تو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت ضائع ہو جائے گی۔ کتنا بڑا نقصان ہے۔ مال و دولت اور جائیدادیں اور مناصب، ہامان اور قارون کی نیابتیں ہیں جب کہ دوسری طرف علم اور قرآن و حدیث یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت ہے۔

ہمارے اکابر بڑے حساس تھے وہ اوقات کی قدر کرتے تھے۔ موت اور نزع کی حالت میں بھی ہمارے اسلاف نے علم اور کتاب سے علیحدہ ہو کر وقت ضائع نہیں کیا۔ امام ابو یوسفؒ مرض وفات اور نزع میں ہیں سخت حالت ہے اضطراب کی کیفیت ہے مگر اس حالت میں بھی امام ابو یوسف نے اس سے بحث شروع کر دی کہ رمی جمرات سواری پر افضل ہے یا پیدل چل کر۔ یعنی رمی راکباً افضل ہے یا ماشیاً۔ وہ مہمان فرمانے لگے حضرت یہ وقت بحث کا نہیں جب کہ بات کرنی بھی مشکل ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا جب آپ دیکھتے ہیں کہ میں دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں تو یہ بہتر نہیں کہ اس مسئلہ سے جاہل ہو کر مرنے کے بعد اس کا عالم ہو کر دنیا سے رخصت ہوں۔

یہ شوق تھا جب وہ صاحب بیمار پرسی کر کے گھر سے باہر نکلے تو امام ابو یوسفؒ کے گھر سے رونے کی آواز بلند ہوئی۔ معلوم ہوا کہ ابھی رحلت کر گئے ہیں۔ سکرات الموت میں ہمارے اسلاف کے علمی ذوق اور تجسس کے بہت سے نادر واقعات ہیں جو آئندہ تمہارے مطالعہ میں آتے رہیں گے۔

حضرت قتادہ مادرزاد نابینا ہیں بہت بڑے عالم ہیں۔ وہ قضائے حاجت اور روٹی کھاتے وقت شدید

تکلیف محسوس کرتے تھے۔ وہ فرماتے کہ یہ دونوں اوقات مجھ پر سخت گراں گزرتے ہیں کہ ان اوقات میں میں کتاب نہیں دیکھ سکتا۔ بہرحال میں تمہارا قیمتی وقت زیادہ نہیں لینا چاہتا۔ تمہاری سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ وقت کی قدر کریں اپنی ذہنی اور فکری توجہ اور نشست و برخاست کا محور درس و تدریس اور مطالعہ و محنت بنالیں۔ جب عالم ہو جاؤ گے تو پھر علم کے اسلحہ سے مسلح ہو جاؤ گے۔ باہر کے میدان میں اجتماعیات اور سیاسیات میں بھی تب انسان کامیاب ہوتا ہے جب انسان مسلح ہو۔ سیاست کرنا تو میدانِ جنگ میں لڑنا ہے۔ جب تمہارے پاس اسلحہ نہیں، بندوق نہیں تو کس طرح کامیاب ہو سکو گے۔

یاد رکھو! آپ دین کے طالب علم ہیں آپ کالج اور یونیورسٹی کے طلبہ کی نقلیں نہ اتاریں۔ ان کی تعلیم کا مقصد، نوکری ہے، کلرک اور بابو بننا ہے۔ سیکرٹری اور وزیر بننا ہے۔ یہ ان کا مقصد ہے وہ نقلیں کر کے پاس ہوتے ہیں پھر ۳۰، ۴۰ ہزار کی رشوتیں دے کر افسر بن جاتے ہیں۔ لیکن تمہارا میدان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ہے اور اہلِ باطل سے ٹکر لینی ہے۔ تمہاری جنگ کلاشنکوف اور بندوق کی جنگ نہیں۔ تمہاری جنگ علم کی جنگ ہوگی۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اہلِ باطل بڑے تیار ہیں مسلح ہیں۔ پرویزی، قادیانی، منکرینِ حدیث، اہلِ تشیع، ماڈرن ازم والے مستشرقین، متجددین اور انگریز کی روحانی ذریت جو ہم پر مسلط ہیں۔ اور بے دین وکلاء اور جج سب سے تمہارا مقابلہ ہوگا تم نے دلائل کے ساتھ اسلام کی حقانیت ثابت کرنی ہوگی۔ تم نے علمی اور فکری جنگ لڑنی ہوگی۔ اسلامی قوانین کے نفاذ کی ضرورت کیوں ہے۔ وہ عصر حاضر کے تقاضوں کو کس طرح پورا کرتے ہیں۔ ہزاروں مسائل پیدا ہو چکے ہیں۔ پھر اگر تمہارے پاس علم نہ ہوگا تو مجلس میں بات کرنے اور بحث کرنے کے قابل نہ ہوگے جواب نہ دے سکو گے۔ مغربی تہذیب اور مغربی فکر اپنے ساتھ سینکڑوں مسائل لائی ہے۔ اسلام ان سب کے چیلنج ہے مگر وہ صرف کتاب میں نہیں وہ دلائل کے ساتھ، صبر و تحمل کے ساتھ مخالفین کو قائل کرو گے۔

عورت کی دیت مرد کی دیت کے نصف ہے۔ دو عورتوں کی گواہی کیوں ایک مرد کے مساوی ہے اب تو عورتیں جدید تعلیم حاصل کر کے مغربی تہذیب سے متاثر ہو کر میدان میں آگئی ہیں۔ فقہ کے ایک جزیہ اور اصول و قواعد سے آپ نے مذہبین کو قائل کرنے کے لئے بڑی تیاری کرنی ہوگی۔ مغرب کے فلسفے، کمیونزم، سوشلزم کا جواب کیا ہے؟ اسلام کے اقتصادی اور معاشی اصول کیا ہیں؟ اخلاقی اصول کیا ہیں؟ اسلام کو دنیا کے تمام مذاہب پر کیوں برتری حاصل ہے؟ تمہارے سروں پر بڑی ذمہ داری آرہی ہے۔ محض حمد اللہ، شرح عقائد پڑھ لینے سے ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔

آپ نے تمام جدید اور قدیم، اسلام کے شبہات، اعتراضات اور فتنوں سے خود کو واقف کرنا ہوگا اور خود کو تیار کرنا ہوگا اور شرح صدر سے سب کا جواب تیار کرنا ہوگا۔ آپ اس علم کی تحصیل کے لئے جو تیرہ چودہ سال صرف کرتے ہیں اگر چودہ سو سال بھی لگ جائیں تب بھی اس کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ آپ کو بڑی تیاری کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے